اسماء و صفات قرآن

سیدفداحسین بخاری

اشیاء کی معرفت اور پہچان کے لئے ان کے نام رکھے جاتے ہیں تا کہ ان کی باہم تمیز ہو سکے۔ ہم جب کسی چیز یا شخص کا نام رکھتے ہیں یا اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے لئے بعض اوصاف بیان کرتے ہیں تو بسا اوقات ایسا نام یا صفت اس کے لئے تجویز کرتے ہیں کہ جس کا اس چیز یا شخص سے دور کا واسطہ بھی نہ ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ ہمارا علم محدود ہے اور ہم اشیاء کی حقیقتوں سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں لیکن وہ ذات جو خالق اشیاء ہے اور اشیاء کی حقیقتوں سے باخبر ہے' جب کسی چیز کا نام رکھے گی تو وہی حق ہوگا۔ قرآن مجید جو کلام اللہ ہے' کے بہت سے اسماء و اوصاف اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود قرآن میں بیان کیے ہیں۔ قرآن مجید کی عظمت کو سمجھنے کے لئے ان اسماء و اوصاف کا ادراک انتہائی مفید اور ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں یہ امر پیش نظر رکھنا ہو گا کہ قرآن نے اپنے فکری اور عملی اقدار کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی غرض وغایت کے مطابق اپنے اسماء و صفات اور اصطلاحات متعین کیے ہیں۔ قرآن مجید کی اپنی خاص ثقافت اور فکری تشخص ہے۔ وہ اپنے معاصر اصطلاحات سے متاثر نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن کو "دیوان" سورہ کو "قصیدہ" اور آیت کو بیت اور قافیہ نہیں کہا گیا' اگر ایسا ہوتا تو قرآن اس وقت کے جاہلی ماحول سے خارج نہ ہوتا۔ قرآن مجید نے اپنے بہت سے اسماء و اوصاف بیان کیے۔ بعض الفاظ کے بارے میں واضح ہے کہ یہ اسماء قرآن ہیں۔ جیسے "قرآن" اور بعض ایسے ہیں جو صفات قرآن ہیں۔ جیسے "کریم" و "مبارک" بعض ایسی تعبیریں ہیں جو کبھی بطور اسم استعمال ہوئی ہیں۔ اور کبھی بعنوان صفت جیسے "ھدیٰ" و "رحمت"، لیکن بعض ایسے الفاظ ہیں جن میں اسم و صفت کی تشخیص مشکل ہے۔ ہم اس مقالہ میں پہلے اسماء قرآن' پھر صفات قرآن' اور پھر دوسری تعبیروں کو جو قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں کے لئے استعمال کی گئی ہیں' بیان کریں گے۔

قرآن

ختم مرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی اس آسمانی کتاب کا مشہور ترین نام "قرآن" ہے اور یہ نام اللہ تبارک و تعالیٰ نے (کلام اللہ) وحی کے نزول کے ابتدائی مرحلے میں ہی دے دیا۔ چنانچہ سورہ مزمل میں ارشاد ہوا:

يَاَيُّهَاالْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُراٰنَ تَرْتِيْلاً

اے اپنے اوپر کپڑا لپیٹنے والے! رات کو تھوڑے سے حصہ کے سوا قیام کیا کر آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کر دے یا آدھی رات میں کچھ اضافہ کر دے اور قرآن کو وقت اور تامل کے ساتھ پڑھا کر (۱)

قرآن بمعنی جمع

قرآن قرء یقرء کا مصدر ہے۔ اس کے معنی جمع کرنا' اکٹھا کرنا اور ایک دوسرے کو آپس میں ملانا ہے۔ اس کا دوسرا مصدر "قرء" بروزن "فرع" ہے۔

قرآن بمعنی تلاوت کرنا (پڑھنا)

قرآن قرء یقرء کا بھی مصدر ہے جس کے معنی پڑھنا ہیں۔ اس کا دوسرا مصدر قرأت ہے۔ القرأت کے معنی حروف و کلمات کو ترتیل میں جمع کرنے کے ہیں۔ کیونکہ ایک حرف کے بولنے کو قرأت نہیں کہا جاتا اور نہ یہ ہر چیز کے جمع کرنے پر بولا جاتا ہے۔ لہٰذا 'جمعت القوم' کی بجائے 'قرئت القوم' کہنا صحیح نہیں ہے۔ (۲)

راغب اصفہانی نے "پڑھنا" (تلاوت کرنا) کے معنی کو انتخاب کیا ہے۔ اور اپنی تائید میں اس آیۃ کریمہ کو لاتے ہیں:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُراٰنَهٗ فَاِذَاقَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُراٰنَهٗ

اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمے ہے جب ہم وحی پڑھا کریں تو تم (اس کو سنا کرو اور) پھر اسی طرح پڑھا کرو۔ (۳)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ جب ہم قرآن کو تیرے سینہ میں جمع کر دیں تو اس پر عمل کرو (۴)

لفظ قرآن کو لفظ "جمع" کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے لہٰذا دونوں کے معنی ایک نہیں ہیں بلکہ "جمعہ" کے بعد "قرأت" کے معنی پڑھنے (تلاوت کرنے) کے ہیں۔ راغب اصفہانی بعض علماء کے اقوال نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں اس کتاب کو قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے اندر تمام آسمانی کتابوں کے مفاہیم و ثمرات کو جمع کیے ہوئے ہے۔ بلکہ تمام علوم کے ماحصل کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اس لئے اس کا نام قرآن رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

مَا كَانَ حَدِيْثاً يُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَیْءٍ

یہ بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ تصدیق ہے اپنے سے پہلی (کتابوں) کی اور اس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔(۵)

اور اسی طرح اس آیت کریمہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَیْءٍ   اور ہم نے نازل کی آپ پر کتاب جو ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔(۶)

اڑسٹھ آیات میں اس مقدس کتاب کو "قرآن" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اٹھاون مرتبہ "القرآن" اور دس مرتبہ "قرآنا" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ان تمام آیات میں مراد صرف قرآن مجید ہے۔ بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ لفظ قرء پڑھنے کے معنوں میں جب بھی استعمال ہوتا ہے تو اس کی اصل "عربی" نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ سریانی یا عبرانی زبانوں سے ماخوذ ہے۔ چونکہ ان زبانوں میں قریانا (QIRYANA) پڑھنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ چرچ میں اپنی مقدس کتابوں کی تدریس کو وہ (قریانا) کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ لفظ خالصۃ عربی ہے۔ اور قرآن قرع سے ماخوذ و مشتق ہے۔ جو پڑھنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے معنوں میں قرینہ کے توسط سے کم استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن قرأی یقرأ باب فتح یفتح کا مصدر ہے۔ اور اس کے تین مصادر ہوتے ہیں۔ قرء، قراءۃ، قرآن۔ اس اعتبار سے قرآن کے معنی یہ ہوئے پڑھی جانے والی کتاب چنانچہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کتاب پڑھی جائیگی۔ چنانچہ قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔(۷)

الکتاب

قرآن کے ناموں میں سے ایک نام الکتاب بھی ہے۔ کتاب، کتب، یکتب کا مصدر ہے۔ اس کی جمع "کتب" ہے۔ کتاب اس مجموعے کو کہتے ہیں جس میں کچھ لکھا ہو۔ اس کے علاوہ کتاب کے اور بھی معانی ہیں جیسے مکتوب صحیفہ، حکم، وجوب، فرض اور قدر قرآن مجید میں لفظ کتاب ان تمام معانی میں استعمال ہوا ہے۔

بقول راغب اصفہانی کتابت کے اصل معنی، تحریر کے ذریعہ حروف کو باہم ملا دینے کے ہیں مگر بطور استعارہ کبھی بمعنی تحریر اور کبھی بمعنی تلفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس بنا پر کلام الٰہی کو "کتاب" کہا گیا ہے۔ گو (اس وقت) قید تحریر میں نہیں لائی گئی تھی(۸) قرآن میں ہے :

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ   الم۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں شک نہیں(۹)

لفظ کتاب دوسری آیتوں میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایک ایسا مجموعہ جو پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوا ہے۔ نہ یہ کہ اوراق و جلد و تحریر۔ کیونکہ یہ چیزیں قابل تغییر و تحریف ہیں۔ لفظ کتاب جب بھی قرآن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد ان آیتوں اور سورتوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جو رسول اکرمؐ پر نازل ہوئے اور لوگوں کے سینوں، حافظوں، پتیوں، درخت کی چھالوں اور کاغذوں پر محفوظ ہو کر نسل در نسل منتقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے

ہیں۔بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ قرآن کے دو وجود ہیں۔(۱)وجود نفسی (۲) وجود کتبی

وجود نفسی، ذہن و کتابت کا محتاج نہیں، خواہ ذہن و کتابت کا وجود ہو یا نہ ہو قرآن کا وجود نفسی موجود ہے۔ لیکن وجود ذہنی یا کتبی اس صورت سے عبارت ہے۔ جو ذہن یا کتاب میں منقوش ہوتی ہے۔ قرآن کی حقانیت، اس میں ریب و شبہ کا نہ ہونا اور اس طرح کے اکثر مباحث کا تعلق قرآن کے وجود نفسی سے ہے۔ کیونکہ آیات قرآن کے تدریجی نزول کے وقت قرآن مجید کا مکتوبی مجموعہ وجود نہیں رکھتا تھا۔ خود قرآن مجید بھی اس حقیقت کی تائید کرتا ہے۔

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَاباً فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِاَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اِنْ هٰذَا اِلَّاسِحْرٌ مُّبِينٌ

اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب تجھ پر نازل کرتے (اور وہ دیکھنے کے علاوہ) اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے بھی تو پھر بھی کفار یہی کہتے کہ یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔(۱۰)

قرآن مجید میں لفظ الکتاب ۲۳۰ مرتبہ آیا ہے۔ اور تقریبا ۸۰ سے زیادہ مرتبہ لفظ "الکتاب" قرآن مجید کے لئے استعمال ہوا ہے۔ کچھ ایسی بھی آیات ہیں جن میں لفظ الکتاب کا اطلاق قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں پر ہوا ہے جیسے :

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ الْمِيزَانَ

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے۔ اور ان پر اپنی کتاب اور میزان نازل فرمائے۔(۱۱)

قرآن کو کتاب کے نام سے موسوم کرنے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ قرآن ایک ایسا دستور الٰہی ہے جو تحریر و کتابت کے ذریعہ مدون رہے گا۔

فرقان :

فرق، یفرق، فرقا کا مصدر فرقان ہے۔ اس کے معنی جدا ہونا ہے۔

ہر اس چیز کو فرقان کہا جاتا ہے۔ جو باطل سے حق کی جدائی کا باعث ہو۔ یہ لفظ برہان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید حق کو باطل سے ممتاز کرتا ہے۔ اس لئے اسے فرقان کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن اسی صفت میں اشتراک کی وجہ سے تورایت کے لئے بھی یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔

وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسٰى وَ هَارُونَ الْفُرْقَانَ تحقیق ہم نے موسیٰ اور ھارون کو فرقان عطا کی۔(۱۲)

مندرجہ ذیل آیتوں میں قرآن مجید کو فرقان کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

وَ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ

قرآن جس میں ہدایت کی نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ نازل کیا۔(۱۳)

وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ   حق وباطل میں تمیز کرنے والی کتاب کو نازل کیا۔(۱۵)

قرآن کے سورۃ نمبر (۲۵) کا نام بھی الفرقان ہے۔ قرآن میں الفرقان کا لفظ چھ مرتبہ آیا ہے۔

ذکر :

قرآن کریم کے اسماء میں سے ایک اسم "الذکر" ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ

ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔(۱۶)

دوسری جگہ ارشاد ہوا :

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ

ہم نے تمہاری طرف ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ اسے لوگوں کے لئے کھول کر بیان کریں۔(۱۷)

ونیز فرمایا :

وَ هٰذَا ذِکْرٌ مُّبَارَکٌ اَنْزَلْنَاهُ

یہ قرآن ایک بابرکت ذکر ہے۔ جسے ہم نے نازل کیا ہے۔(۱۸)

قرآن مجید میں مادہ "ذکر" تقریباً (۲۸۷) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

لفظ الذکر کبھی تو اس ہیئت نفسانیہ پر بولا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنے علم کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ قریباً حفظ کے ہم معنی ہے۔ مگر حفظ کا لفظ احراز کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔ اور ذکر کا لفظ استحضار کے لحاظ سے اور کبھی "ذکر" کا لفظ دل یا زبان پر کسی چیز کے حاضر ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس بنا پر بعض نے کہا ہے۔ کہ ذکر دو قسم پر ہے۔ ذکر قلبی اور ذکر لسانی۔ پھر ان میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے۔ نسیان کے بعد کسی چیز کو یاد کرنا یا بغیر نسیان کے کسی کو ہمیشہ یاد رکھنا اور ہر قول کو ذکر کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ذکر لسانی کے بارے میں فرمایا :

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتَاباً فِیْهِ ذِکْرُکُمْ

تحقیق ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں تمہارے لیے نصیحت (اور بیداری) کا وسیلہ موجود ہے۔(۱۹)

چونکہ قرآن یاد دھانی اور مراجعت بہ نفس کا باعث ہے۔ اس لئے اسے ذکر کا نام دیا گیا ہے۔

حدیث واحسن الحدیث :

حدیث بمعنی خبر ہے۔ راغب اصفہانی کے مطابق حدیث اس کلام سے عبارت ہے جو بذریعہ سماعت انسان تک پہنچے یا بوسیلہ وحی انسان اس سے آگاہ ہو یہ علم حالت بیداری میں حاصل ہو یا عالم خواب میں چونکہ قرآن مجید پیغمبر اسلامؐ پر

بذریعہ وحی نازل ہوا ہے' لہٰذا اسے حدیث یا احسن الحدیث کا نام دیا گیا ہے۔

مَا کَانَ حَدِیْثاً یُّفْتَرٰی یہ واقعات جھوٹی باتیں نہیں تھے۔(بلکہ یہ آسمانی وحی ہے) (۲۰)

اِن لَّمْ یُومِنُوا بِھٰذَاالْحَدِیْثِ اَسَفاً

اگر یہ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو تم غم کے مارے اپنی جان دے بیٹھو۔(۲۱)

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَاباً مُّتَشَٰبِھاً "اللہ نے بہترین بات نازل کی ہے۔" (۲۲)

اَفَمِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ "کیا تم اس بات میں تعجب کرتے ہو۔(۲۳)"

اَفَبِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُم مُّدْھِنُوْنَ "کیا اس قرآن کو کمزور اور جھوٹا سمجھتے ہو۔(۲۴)"

اس کے علاوہ کچھ دوسری آیات بھی ہیں جن میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ کچھ ایسی آیتیں ہیں جن میں چیلنج کیا گیا ہے کہ اگر منکرین رسالت اس "حدیث" جیسی کوئی حدیث لا سکتے ہیں تو پیش کریں یا یہ کہ کسی اور حدیث میں غور و فکر کریں۔

حَتّٰی یَخُوضُوا فِی حَدِیْثٍ غَیْرِہِ

یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسری بات میں غور (گفتگو) کریں۔(۲۵)

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُومِنُوْنَ

(اگر وہ اس واضح آسمانی کتاب پر ایمان نہ لاتے) تو اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔(۲۶)

فلیاتوابحدیث مسئلہ "اگر وہ سچ کہتے ہیں تو وہ بھی اسی قسم کا کلام لے آئیں۔" (۲۷)

حق۔ حق الیقین

حق کے اصلی معنی مطابقت و موافقت ہے۔ جیسا کہ دروازے کی چول اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آجاتی ہے۔ کہ وہ استقامت کے ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے۔ راغب اصفہانی کے بقول قرآن مجید میں لفظ حق' چار معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) وہ خالق جس کی تخلیق میں حکمت ہو اسی لئے خداوند عالم کو حق کہا جاتا ہے۔

فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ

پس یہ ہے تمہارا اللہ' تمہارا حقیقی پروردگار' اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ (۲۸)

(۲) وہ چیز جس کی تخلیق میں حکمت کے تقاضوں کا خیال رکھا گیا ہو۔

مَاخَلَقَ اللّٰہُ ذَالِکَ اِلَّابِالْحَقِّ "اللہ نے سوائے حق کے پیدا نہیں کیا۔" (۲۹)

(۳) وہ عقیدہ جو مطابق واقع ہو۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوافِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهِ

جولوگ ایمان لاچکے تھے خدا نے اختلافی چیز میں اپنے حکم سے ان کی رہبری کی۔(۳۰)

(۴) وہ قول و فعل جو بقدر ضرورت اور بوقت ضرورت ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ "اسی طرح تیرے پروردگار کا حکم مسلم ہوا۔"(۳۱)

قرآن مجید کے لئے شاید حق کے چوتھے معنی سب سے زیادہ مناسب ہو ویسے دوسرا معنی بھی مناسب ہے۔ قرآن مجید میں تیس سے زائد آیتوں میں قرآن کے لئے لفظ حق استعمال ہوا ہے۔ اور لفظ "الحق" (۲۲۷) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ان میں سے بعض آیات جن میں قرآن کو حق کہا گیا ہے۔ درج ذیل ہیں۔

وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَهُمْ

اور وہ حق ہے اور ان آیات کی تصدیق بھی کرتا ہے جو ان پر نازل ہو چکی ہیں۔ (۳۲)

لَقَدْ جَآءَ كَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ قطعی طور پر حق تمہارے پروردگار کی طرف سے تم تک پہنچا ہے۔(۳۳)

جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ "تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف حق آیا ہے۔"(۳۴)

اِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ "وہ تیرے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔"(۳۵)

بشریٰ

بشریٰ، قرآن مجید کا ایک نام ہے۔ قرآن بشریٰ ہے کیونکہ وہ جنت، اخروی نعمتوں اور ان چیزوں کی بشارت دیتا ہے۔ جو دنیا میں انسان کی سعادت وخوش بختی کا باعث ہیں۔ لفظ بشریٰ حسب ذیل آیتوں میں قرآن مجید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

هُدًى وَ بُشْرٰى لِلْمُومِنِيْنَ (قرآن مجید) مومنین کے لئے ہدایت وبشارت ہے۔(۳۶)

هُدًى و رَحْمَةً وَ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کے لئے قرآن مجید ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔(۳۷)

هُدًى وَ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (قرآن مجید) مسلمانوں کے لئے ہدایت وبشارت ہے۔(۳۸)

وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ قرآن مجید نیکوکاروں کو بشارت دینے والی کتاب ہے۔(۳۹)

بعض آیتوں میں یہ لفظ ھدف وغایت قرآن کے عنوان سے بصورت فعل استعمال ہوا ہے۔

بیّنۃ

یہ لفظ بان، یبین، بیاناو تبیانا سے مشتق ہوا ہے۔ اس کے معنی روشن وواضح ہونا ہے۔ بیّنۃ، تانیث بین اور اس

کی جمع بینات، بمعنی دلیل وحجت واضحہ ہے۔ چونکہ قرآن کریم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی حقانیت کا معجزہ اور واضح دلیل ہے۔ لہٰذا قرآن کے لئے یہ لفظ اور اس کے مشتقات بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ کبھی بصورت اسم اور کبھی بطور صفت ان آیات میں سے چند آیات جن میں قرآن کریم کو بینۃ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

فَقَدْ جَآئَکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّن رَّبِّکُمْ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف بینۃ (روشن دلیل) آئی۔(۴۰)

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ (اے رسولؐ) تیرے لئے ہم نے روشن نشانیاں بھیجیں۔(۴۱)

ھُوَ الَّذِی یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ وہ وہی ہے جو اپنے بندے پر آیات بینات نازل فرماتا ہے۔(۴۲)

تفصیل :

قرآن مجید کے ناموں میں سے ایک نام تفصیل ہے، فصل کے معنی جدا کرنے کے ہیں۔ فصل کا مزید فیہ، باب تفصیل چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے چند معنی حسب ذیل ہیں۔ توضیح وبیان، وسیع پیمانے پر لانا، کتاب وغیرہ کو فصل فصل کرنا، پیراگراف ابواب وعناوین پر تقسیم کرنا۔ قرآن مجید کے لئے بیان کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حسب ذیل آیتوں میں قرآن مجید کو لفظ تفصیل سے یاد کیا گیا ہے۔

وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَ تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ

گزشتہ آسمانی کتب کی تصدیق کرتی ہے جو اس کے سامنے ہیں اور اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔(۴۳)

وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَ تَفْصِیْلَ الْكِتَابِ لَارَیْبَ فِیْہِ

لیکن (آسمانی کتب میں) جو کچھ موجود ہے۔ یہ اس کی تصدیق ہے اور اس کی تفصیل ہے۔(۴۴)

بصورت عقل استعمال ہوا ہے۔

کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر

وہ کتاب ہے جس کی آیات مستحکم کی گئی ہیں پھر ان کی تشریح و تفسیر بیان کی گئی ہے۔ حکیم وآگاہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوئی ہے)

ایک آیت میں قرآن مجید کے لئے لفظ فصل استعمال ہوا ہے :

اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ یہ ایک سچی بات ہے۔(بیشک یہ قول فیصل ہے)(۴۵)

تنزیل۔

تنزیل بھی قرآن مجید کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ نزل ینزل کا مصدر ہے۔ اور اس کے معنی نازل کرنا کے

ہیں۔ نزول قرآن مجید کے لئے باب افعال کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اور باب تفعیل کو بھی۔

جیسے : اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ   بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔(۴۶)

راغب اصفہانی انزال اور تنزیل کے فرق کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں!

والفرق بين الانزال و التنزيل فی وصف القرآن و الملائكة ان التنزيل يختص بالموضع الذی يشير اليه انزاله مفرقا و مرة بعد اخری والانزال عام(۴۷)

تنزیل سے مراد قرآن کا تدریجی نزول ہے۔ لیکن انزال میں اس بات کی طرف اشارہ نہیں ملتا کہ پورا قرآن ایک دفعہ نازل ہوا ہے۔ یا تدریجاً۔ المنجد کی نظر میں تنزیل کا معنی تدریجی ہے' تنزیل کا ایک دوسرا معنی ترتیب دینا بھی ہے۔ قرآن مجید کی وہ بعض آیات جن میں تنزیل استعمال ہوا ہے۔

تَنْزِیْلاً مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی

یہ قرآن اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جو زمین اور بلند آسمانوں کا خالق ہے۔(۴۸)

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اور یہ قرآن عالمین کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔(۴۹)

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ

(یہ قرآن) خدائے عزیز رحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔(۵۰)

بعض آیتوں میں بصورت مفعول مطلق بھی استعمال ہوا ہے' جیسے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِیْلاً   یقیناً ہم نے تم پر قرآن نازل کیا ہے۔(۵۱)

صدق :

قرآن مجید کا ایک اور نام "صدق" ہے اس کے معنی اور قرآن سے اس کی نسبت واضح ہے جن آیات میں اس کا ذکر ہے وہ یہ ہیں :

وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآئَهٗ

اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے کہ جو سچی بات آئے تو اس کی تکذیب کرے۔(۵۲)

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

وہ شخص جو سچی بات لے کر آئے اور وہ شخص جو اس کی تصدیق کرے وہی تو پرہیز گار ہیں۔(۵۳)

وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَّ عَدْلاً

تیرے پروردگار کا کلام صدق و عدل کے ساتھ انجام کو پہنچا۔(۵۴)

قول:-

قرآن مجید کا ایک اور نام قول ہے مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں :

اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ کیا ان لوگوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا۔(۵۵)

وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ ہم نے ان لوگوں کے پاس پے در پے قرآن کی آیات بھیجتے رہے۔(۵۶)

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلاً ثَقِیْلاً ہم عنقریب ایک سنگین و ثقیل بات تجھ پر القاء کریں گے۔(۵۷)

انه لِقَول فعل بے شک (قرآن) قول فعل ہے۔(۵۸)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم رسول پاکؐ کا اپنا ذاتی قول نہیں ہے۔ بلکہ کلام الٰہی اور وحی ہے جو آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے جاری ہوا۔ اس کے ثبوت میں یہ آیت ہے :

وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ

اگر وہ ہم پر جھوٹ باندھتا تو ہم اسے پوری قوت کے ساتھ پکڑ لیتے۔(۵۹)

ایک دوسری آیت میں فرمایا :

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحٰی جو کچھ بھی وہ کہتا ہے وحی کے سوا کچھ نہیں ہے۔(۶۰)

لهذا ان لوگوں کا قول کہ جنہوں نے کہا :

اِن هٰذا اِلَّا قول بَشَر یہ تو بشر کا کلام ہے۔(۶۱)

غلط اور منصفانہ ہے۔ قرآن مجید کو قول خدا بھی قرار دیا جاسکتا ہے جیسے یہ آیت دلالت کرتی ہے :

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلاً ثَقِیْلاً ہم عنقریب تجھ پر قول ثقیل القاء کریں گے۔(۶۲)

مذکورہ آیت میں صفت "ثقیل" اس لیے ذکر ہوئی ہے کیونکہ قرآن ہر شخص کے لیے قابل تحمل نہیں صرف پاک دل اور قلب مصطفیٰ رکھنے والے افراد ہی حمل کر سکتے ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوا :

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَه' خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

اگر اس قرآن کو ہم پہاڑ پر نازل کرتے تو تو دیکھتا کہ وہ پہاڑ اس کے سامنے خشوع سے پیش آتا اور خوف خدا سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔(۶۳)

وہ پتھر دل افراد جن کے بارے میں قرآن مجید کالحجارۃ او اشد قسوۃ (۶۴) کی تعبیر استعمال کرتا ہے، تحمل قرآن سے محروم ہیں۔

قرآن مجید میں خدا کے سلسلے میں بھی لفظ قول استعمال ہوا ہے جیسے :

و من اصدق مِنَ الله قيْلا اور کون ہے جو قول میں اللہ سے زیادہ سچا ہے۔(۶۵)

موعظہ :

وعظ ٗیعظ وعظا سے مشق اور نصیحت کرنے کے معنی میں ہے اس کی جمع مواعظ ہے۔ چونکہ قرآن مجید انسانوں کے لئے پند و نصیحت ہے لہٰذا اسے موعظہ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید کا یہ نام ان آیتوں میں ذکر ہوا ہے۔

هَذا بَيَانٌ لِّلناسِ وَ هُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلمُتَّقِينَ

یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور پرہیز گاروں کے لئے ھدایت و نصیحت ہے۔(۶۶)

وَ مَوعِظَةٌ لِّلمُتَّقِينَ متقین کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔(۶۷)

يَا اَيُّهَاالنَّاس قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةمِن ربكُم

اے لوگو! تحقیق تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف موعظہ آیا۔(۶۸)

وَ مَوْعِظَةٌ و ذِكرى لِلمُومِنِين اور نصیحت اور یاد آوری ہے مومنین کے لئے۔(۶۹)

وَ مَوعِظَةٌ لِّلمُتَّقِينَ اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت ہے۔(۷۰)

نور :

وہ پھیلنے والی روشنی جو اشیاء کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے۔ اور یہ دو قسم پر ہے۔

دنیوی اور اخروی' نور دنیوی پھر دو قسم کا ہے۔

(۱) معقول : جس کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے یعنی امور الھیہ کی روشنی جیسے عقل یا قرآن کی روشنی چنانچہ ارشاد فرمایا۔

قدجائكم من الله نورٌ و كتاب مبين (بے شک تمہاری طرف نور اور روشن کتاب آچکی ہے)

(۲) محسوس : جسکا تعلق بصر سے ہے۔ جیسے چاند' سورج' ستارے اور دیگر اجسام نیرہ چنانچہ نور جس کے متعلق فرمایا۔

هوالذی جعل الشمس ضياء والقمر نورا وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا

یہاں خاص کر سورج کو ضیاء اور قمر کو نور کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ضوء نور سے اخص ہے۔(۷۱) چونکہ قرآن مجید ھدایت انسان کے لئے روشن چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسے نور کہا گیا۔ مندرجہ ذیل آیات میں قرآن کو نور کہا گیا ہے۔

واتبعواالنور الذی انزل معه (ایمان لانے والوں نے) اس نور کی پیروی کی جو اس پر نازل ہوا۔(۷۲)

ولكن جعلناه نورا لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور بنایا ہے۔(۷۳)

فَآمِنُوابِاللّهِ وَ رَسُوْلِهِ وَ النُّورِ الَّذِىْ اَنْزَلْنَا

پس اللہ' اس کے رسول اور اس نور پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے۔(۷۴)

ھدیٰ :

ھدیٰ بھی قرآن مجید کا نام ہے، کبھی بطور اسم استعمال ہوا ہے اور کبھی بطور صفت چنانچہ ارشاد ہوا ہے!

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (۷۵) هُدًى لِّلنَّاسِ (۷۶)

فَقَدْ جَآئَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وهدى ورحمة

تحقیق تمھاری طرف تمہارے رب کی طرف سے بینۃ، ھدیٰ اور رحمت آئی۔(۷۷)

بعض آیتوں میں قرآن مجید کی خاصیت ھدایت، فعل کی شکل میں بیان ہوئی ہے۔

ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم   یہ قرآن بالکل سیدھے راستے کی ھدایت کرتا ہے۔(۷۸)

وحی :

الوحی کے اصل معنی اشارہ سریعہ کے ہیں اور اس کے معنی سرعت کو متضمن ہونے کی وجہ سے ہر تیز رفتار معاملہ کو امر وحی کہا جاتا ہے اور یہ وحی کبھی رمز و تعریض کے طور پر بذریعہ کلام ہوتی ہے اور کبھی صوت مجرد کی صورت میں ہوتی ہے یعنی اس میں ترکیب الفاظ نہیں ہوتی اور کبھی بذریعہ جوارح کے اور کبھی بذریعہ کتابت کے۔(۷۹)

لغت میں وحی ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے، جسے انسان کسی کو تعلیم دینے کے لیے القاء کرتا ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ لفظ پیغمبروں پر خدا کے القاءات کے لیے شائع ہو گیا۔(۸۰) لفظ وحی قرآن کے لیے چند آیتوں میں استعمال ہوا ہے :

ان هوا الا وحى يوحى (۸۱)   قل انما انذركم بالوحى (۸۲)

باقی جگہوں پر لفظ "وحی" بصورت فعل استعمال ہوا ہے اور سب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید خداوند عالم کی طرف سے مرسل اعظم پر وحی ہوا ہے۔

جیسے اس آیت میں :

و اوحى الى هذا القرآن   میری طرف یہ قرآن وحی ہوا ہے۔(۸۳)

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

حواشی

۱) سورہ مزمل۔ ۱، ۴   ۲) راغب اصفہانی مفردات القرآن۔ ج، مادہ "ق ر ء"

۳) سورہ قیامت۔ ۱۷، ۱۸   ۴) راغب اصفہانی مفردات القرآن۔ ج، مادہ "ق ر ء"

۵) سورہ یوسف۔ ۱۱۱   ۶) سورہ النحل۔ ۸۹

۷) مقالہ اسماء قرآن، شیخ محسن نجفی ۸) مفردات راغب مادہ (ک، ت، ب)

۹) سورہ البقرہ۔۲،۱ ۱۰) سورہ الانعام۔۷ ۱۱) سورہ حدید۔۲۵

۱۲) سورہ انبیاء۔۴۸ ۱۳) سورہ بقرہ۔۱۸۵ ۱۴) آل عمران۔۴

۱۵) سورہ فرقان۔۱ ۱۶) سورہ الحجر۔۹ ۱۷) سورہ النحل۔۴۴

۱۸) سورہ الانبیاء۔۵۰ ۱۹) سورہ الانبیاء۔۱۰ ۲۰) سورہ یوسف۔۱۱۱

۲۱) سورہ کہف۔۶ ۲۲) سورہ زمر۔۲۳ ۲۳) سورہ نجم۔۵۹

۲۴) سورہ واقعہ۔۸۱ ۲۵) سورہ نساء۔۱۴۰ ۲۶) سورہ اعراف۔۱۸۵

۲۷) سورہ طور۔۳۴ ۲۸) سورہ یونس۔۳۲ ۲۹) سورہ یونس۔۵

۳۰) سورہ بقرہ۔۲۱۳ ۳۱) سورہ یونس۔۳۳ ۳۲) سورہ بقرہ۔۹۱

۳۳) سورہ یونس۔۹۴ ۳۴) سورہ یونس۔۱۰۸ ۳۵) سورہ ھود۔۱۷

۳۶) سورہ بقرہ۔۹۷ ۳۷) سورہ نحل۔۸۹ ۳۸) سورہ نحل۔۱۰۲

۳۹) سورہ احقاف۔۱۲ ۴۰) سورہ الانعام۔۱۵۷ ۴۱) سورہ بقرہ۔۹۹

۴۲) سورہ حدید۔۹ ۴۳) سورہ یوسف۔۱۱۱۶ ۴۴) سورہ یونس۔۳۷

۴۵) سورہ طارق۔۱۳ ۴۶) سورہ قدر۔۱ ۴۷) مفردات راغب اصفہانی

۴۸) سورہ طہٰ۔۴ ۴۹) سورہ شعراء۔۱۹۲ ۵۰) سورہ یٰس۔۵

۵۱) سورہ الانسان، ۲۳ ۵۲) سورہ زمر۔۳۲ ۵۳) سورہ زمر۔۳۳

۵۴) سورہ انعام۔۱۱۵ ۵۵) سورہ مومنون۔۶۸ ۵۶) سورہ قصص۔۵۱

۵۷) سورہ مزمل۔۵ ۵۸) سورہ طارق۔۱۳ ۵۹) سورہ الحاقہ۔۴۴

۶۰) سورہ نجم۔۴ ۶۱) سورہ مدثر۔۲۵ ۶۲) سورہ مزمل۔۵

۶۳) سورہ الحشر۔۲۱ ۶۴) سورہ بقرہ۔۴۷ ۶۵) سورہ نساء۔۱۲۲

۶۶) سورہ آل عمران۔۱۳۸ ۶۷) سورہ مائدہ۔۴۶ ۶۸) سورہ یونس۔۵۷

۶۹) سورہ ھود۔۱۲۰ ۷۰) سورہ نور۔۳۴ ۷۱) مفردات راغب مادہ "نور"

۷۲) سورہ اعراف۔۱۵۷ ۷۳) سورہ شوریٰ۔۵۲ ۷۴) سورہ تغابن۔۸

۷۵) سورہ بقرہ۔۲ ۷۶) سورہ بقرہ۔۱۸۵ ۷۷) سورہ انعام۔۱۵۷

۷۸) سورہ اسراء۔ ۷۹) مفردات راغب مادہ (وح ی) ۸۰) المنجد ،

۸۱) سورہ نجم۔۴ ۸۲) سورہ انبیاء۔۴۵ ۸۳) سورہ انعام۔۱۹